شریعت کی حقیقت اور تعبیرات
(افکارِ مجدد الف ثانی کا ایک فنی زاویہ نگاہ)

*ڈاکٹر نعیم انور الازہری

Abstract

Reality of Interpretation of Sharya When we analyse the preaching of religion by the Holy Prophets (peace an blessing of Allah be upon them) in the background of history of mankind, we come to know that Allah Almighty offered at least a Shari'ah (a code of social, moral and religious conduct) to every Prophet or bound them to a Shari'ah previousl preached by another Prophet before them. Shari'ah is, in fact, based upon the principles and practices to lead life. There had been at least some differences in the Shari'ah different Prophets with regard to the difference of their time and place. It is a proven fact that the followers of a Prophet had always been bound to follow the Shari'ah of their own Prophets. The Shareeya of the Prophet of Islam (peace and blessing of Allah be upon him) is absolutely consummate in every respect and it also fulfills the needs of all times to come. It is because of the fact that Mujtahidin who kept on resorting to Ijtehad. The topic under consideration is an intellectual research analysis of the efforts of Shaykh Ahmad Sirhindi in the field of Ijtehad in the history of Islam.

Key words: Shari'ah, preached, principles, practices, different Prophets, to follow the Shari'ah, fulfills the needs.Ijtehad, Shaykh Ahmad Sirhindi.

لفظ شریعت کے معانی و مطالب عربی لغات میں مختلف آئے ہیں۔ اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو یہ لفظ شرع یشرع تشریعاً، سے ہے تو تشریع کا معنی ہے۔

هی منبع الماء التی یذهب الیه لیشرب الماء منه[1]

"یہ پانی کے اس چشمے کو کہتے ہیں جس سے پانی پینے کی ضرورت پوری کی جاتی ہے"۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

کے مفہوم کی شرح میں کیا مشابہت تھی جس کی بناء پر اسے شریعت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس طرح پانی انسانی زندگی کے لیے اور انسانی جسموں کے لیے خیر کی بنیاد بنتا ہے اسی طرح شریعت لوگوں کو صراط مستقیم پر ہونے یا اس پر چلانے کے لیے خیر کی اساس بنتی ہے اور خیر کی طرف گامزن کرتی ہے جس کی وجہ سے ان کو ذہنی و قلبی سکون میسر آتا ہے۔اس معنی کی تائید ہمیں قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا[2]

"اور پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر قائم کر دیا تو اسی راستے پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔"

اسی طرح یہ لفظ "شرع لہ الامر" کسی امر کو متعین کرنا اور واضح کرنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اس لیے ارشاد فرمایا

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوحاً[3]

"اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا جس کا حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا۔"

اس لیے قاموس المحیط میں شریعت کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے

الشريعة معنها الصراط المستقيم الذى قرر الله لعباده[4]

"شریعت سے مراد دین کا وہ سیدھا و صحیح راستہ ہے جسے اللہ نے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے۔"

امام راغب اصفہانی المفردات میں شریعت کا معنی بیان کرتے ہیں:

المراد من الشريعة طريقة واضحة لهذا يقال شرعت له طريقا۔[5] "شریعت سے مراد، واضح راستہ ہے اس لیے کہا جاتا ہے میں نے اس کے لیے راستہ واضح کر دیا ہے۔الشرع یہ مصدر ہے اس کا اطلاق ایک صراط مبین، واضح و شفاف راستے پر ہوتا ہے۔اس لیے کہا جاتا ہے جو شریعت کے واضح راستہ پر اخلاص کے ساتھ چلتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

شریعت کا معنی سدھا و صوبھا۔ بھی ہے جس کا معنی، اس راستے کو سیدھا، صحیح اور درست کرنا ہے۔اس طرح وہ راستہ جو

سیدھا ہوکر عبادت کی خاطر تمام "بندوں کے لیے مشروع ہوجائے اسے شریعت کہتے ہیں"[6]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا[7]

"ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ شریعت اور کشادہ راہ عمل بنائی ہے۔"

اس موضوع کا ایک عمومی پہلو ہے اور دوسرا خصوصی۔ جہاں تک عمومی پہلو کا تعلق ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی کی احیائے اسلام اور تجدید دین کے حوالے سے خدمات کا ہے بلاشبہ حضرت مجدد الف ثانی آج بھی راہ حق میں جدوجہد کرنے والوں کے لیے ایک نجم تاباں ہیں اور ایک عالم کے مقتدا ہیں۔ ان کی تحریک احیاء دین آج بھی عالم اسلام کے لیے ایک مینارہ نور ہے اور آپ کے ارشادات طیبات آج بھی عالم اسلام کی اصلاح کے لیے امید کی ایک کرن ہیں اور آپ کی تعلیمات عالمگیر ہیں۔ گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ آپ کے افکارِ عالیہ آفتاب بن کر مردہ دلوں کو روشن کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ آپ آفتابِ ولایت بھی ہیں اور ماہتابِ طریقت بھی ہیں اور مقتدائے شریعت بھی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مجدد ہر صدی میں آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ مگر دو ہزار کا ایسا عظیم مجدد، مجدد الف ثانی کے سوا کوئی نہ آیا۔

شرعی مصالح کا تحفظ اور مجدد الف ثانی:

عالم ربانی وہ نہیں ہے جو اپنی ذات کی عزت و توقیر کرائے جو اپنے نجی مفادات کا تحفظ کرائے اور وہ اپنی ذاتی عظمت کو بڑھائے بلکہ عالمِ ربانی وہ ہے جو دین کی عزت و عظمت بڑھائے جو دینی مصالح کا تحفظ کرائے اور جو اپنے عمل اور کردار سے دین کی ناموس کو چار چاند لگائے۔ یہی کردار ہی کردارِ مجدد الفِ ثانی ہے جن کو دنیا نے اسی کردار کے احیاء کی بناء پر مجدد الف ثانی کے بعد دوسرا لقب عالم ربانی اور امام ربانی کا دیا ہے اور آپ نے اپنے بے مثل کردار کے ذریعے دین کی عظمت کا سکہ پورے جہاں میں بٹھایا اور جمایا ہے۔ وہ جہانگیر جو شراب پیتا تھا، آپ کی نصیحت پر ہی شراب چھوڑنے پر آمادہ ہوتا ہے اور وہ جہانگیر جو اپنے دربار میں آپ کا سر جھکانا چاہتا تھا جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

"گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے"[8]

خدا تعالیٰ نے اس مردِ درویش کے ہاں جس کا کوئی نہ لشکر تھا اور نہ فوج لیکن اتنے بڑے حاکم کو جو پورے برصغیر کا حکمران تھا اُسے آپ کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کر دیا۔ جو آپ کی گردن جھکانا چاہتا تھا۔ باری تعالیٰ نے اُس کی گردن آپ کے سامنے جھکا دی وہ مجدد جن کی لحد آج بھی مطلع انوار ہے اور وہ مجدد جو صاحبِ اسرار ہے اور وہ مجدد جس کے انوار تاباں گلستان در گلستان ہیں وہ مجدد جو اقلیم رضا کا شاہِ یکتا ہے وہ مجدد جو ملکِ حق کا سلطان ہے اور وہ مجدد جس کا لقب الف ثانی ہے اور اپنے ظہور کے بعد نمایاں ہی نمایاں ہے۔ وہ مجدد جو بحر شریعت و حقیقت ہے جو اپنے قریبی کو جواہر کی دولت لٹاتا ہے اور اپنے بعید کو بادلوں کی صورت میں برس کر فیضیاب کرتا ہے اور وہ مجدد جو علم شریعت اور حقیقت کا ایسا آفتاب ہے جس کی روشنی مشارق اور مغارب میں چھائی ہوئی ہے اور ہر طرف مسلسل پھیل رہی ہے۔

فروغ شریعت اور طبقات کا کردار:

حضرت مجدد الف ثانی نے شریعت کی ترویج و اشاعت کے لیے چار گروہوں پر کام کیا۔ اُن میں سے ایک طبقہ علماء کا ہے، ایک طبقہ صوفیا کا ہے اور ایک طبقہ درباری امراء کا ہے اور ایک طبقہ خود سلاطین وقت کا ہے۔ آپ نے صوفیاء کے لیے ایک مکتوب میں فرمایا:

”[9]"یاد رکھو قیامت کے روز حساب و کتاب شریعت اسلامی کے مطابق ہو گا نہ کہ تصوف کے نکات کے مطابق کوئی مسئلہ در پیش ہے اور کوئی شرعی نقطہ سمجھ سے بالاتر ہے تو حضرت امام اعظیم ابو حنیفہ ہمارے راہنما ہیں اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانی ہمارے قائد ہیں۔ ان آئمہ و مجتہدین کے اقوال ہی ہماری راہنمائی کریں گے نہ ابو بکر شبلی یا ابوالحسن نوری کے اقوال۔[10]

اسی طرح فرماتے ہیں کل قیامت کے روز انسان کی نجات تصوف کی بناء پر نہیں بلکہ شریعت کی بناء پر ہو گی۔ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

”کل قیامت کے روز شریعت کی بات پوچھی جائے گی تصوف کی بابت کچھ نہ پوچھا جائے گا۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ۔ شرعی احکام کی بجا آوری سے مشروط ہے۔

"سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ احکام شرعیہ کو رواج دیا جائے۔ نیز ان کے زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ بالخصوص ایسے زمانے میں جب اسلام کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ اس لیے کہ کروڑہا روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ شرعی احکام کو رواج دیا جائے"[11]

ایک مکتوب میں مزید برآں فرماتے ہیں کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کریں کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب بھی ترک نہ ہونے پائیں۔[12]

ترویج شریعت میں حائل داخلی رکاوٹیں:

وہ مجدد الف ثانی جنہوں نے سیاسی نخوت، علمی بے راہ روی اور شریعت اسلامی کی خلاف ورزی اور روحانی ابتری کے خلاف اپنے زمانے میں جہاد کیا اور اس جہاد کے نتیجے میں سجدہ تعظیمی کا انکار کیا۔ گوالیار کے قلعے میں قید کیے گئے اکبر کو مفاد پرست علماء اور ویدانت کے اسیر صوفیاء نے خراب کیا اور روح اسلام کو مجروح کیا اور اکبر کی ناخواندگی کو معاذ اللہ شانِ اُمیت کے مشابے قرار دیا۔

محضر نامہ کے ذریعے بادشاہ اکبر کو خلیفۃ الزماں اور امامِ عہد قرار دے کر واجب الاطاعت ثابت کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس نے شریعت میں قطع وبرید شروع کر دی۔ رعایا کی خوشنودی کے لیے احکام معطل کر دیے۔ فیضی اور ابوالفضل نے اپنی علمی برتری کو مذموم طریق پر استعمال کیا۔ علماء میں علمی جمہود آیا۔ تصنیفی کام حواشی و شروح اور تعلیقات تک محدود رہ گیا۔[13]

حضرت مجدد الف ثانی نے شریعت کی برتر حیثیت کا اس قدر قوت سے دفاع و اثبات کیا کہ طریقت کے نام پر کم فہم افراد کی بے راہ روی کا سدِّباب بھی کر دیا۔ شریعت سے فرار کی راہیں ڈھونڈنے والے اپنے آپ کو اس سے بالا خیال کرنے لگے تھے اور طریقت کا لبادہ اوڑھ کر بے عملی اور بد عملی کو سند جواز عطا کرنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے شریعت کی بالا دست حیثیت کا یوں پرچار کیا کہ اسوہ رسول کے سوا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا۔[14]

طریق شریعت بہترین طریق حیات ہے:

شریعۃ یہ لفظ شرع سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کھلا راستہ، کشادہ طریق۔ اسی حوالے سے باری تعالیٰ نے قرآن حکیم اور اسی طرح سورہ شوریٰ میں ہی فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ [15]

پھر ہم نے آپ ﷺ کو دین کے کھلے رستے شریعت پر مامور فرمادیا۔ سو آپ ﷺ اسی رستے پر چلتے جائیے اور ان لوگوں کی خواہشوں کو قبول نہ فرمایے جنہیں آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے دین کی عظمت و حقانیت کا علم نہیں۔

اسی طرح سورۃ شوریٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : **شرع لکم من الذین ما وصی به نوحاً** [16]

"اس نے تمھارے لیے دین کا وہی رستہ مقرر فرمایا جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا۔

اور اسی طرح سورۃ الشوریٰ میں ہی ہے۔ **شَرَعُوا لَهم** "اُن کے لیے دین کا راستہ" [17]

یہاں تینوں آیات میں لفظ شرع اور شریعۃ ایک واضح اور کشادہ راستے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ گویا ان آیات کی روشنی میں انسان کے لیے ایک شریعتِ اسلامی کی اتباع ہے اور دوسری اپنی اھواء نفس کی اتباع اور پیروی ہے۔

شریعت اور حقیقت کے علوم کا باہم تلازم:

حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ اپنی معروف کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ انسان کے لیے دو علم حاصل کرنا ضروری ہے ایک علم شریعت اور دوسرا علم حقیقت و طریقت ہے۔ وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ اسے معرفت الٰہی اور امور الٰہی کا علم ہو اور یونہی انسان پر مصلحتِ وقت کا علم بھی فرض ہے۔ اس لیے کہ امور الٰہی اور مصلحتِ وقت کا علم بھی علم شریعت ہے۔[18]

اور اسی بات کو مکتوبات میں امام ربانی مجدد الف ثانی یوں بیان کرتے ہیں:

"نجات ابدی حاصل کرنے کے لیے آدمی کا تین چیزوں کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ وہ تین چیزیں علم، عمل اور اخلاص ہیں اور پھر علم دو قسم کا ہے۔ وہ علم جس سے مقصود عمل ہے۔ اس علم کی بیان کی کفیل فقہ ہے اور دوسری قسم کا علم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقینِ قلبی ہے اور یہی علم طریقت و حقیقت ہے"۔[19]

اس ارشاد کے ذریعے آپ نے شریعت کی خوبصورت توجیہہ بیان کی ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی میں عمل کے سوتے، علم شریعت سے پھوٹتے ہیں۔ اس لیے کہ علم شریعت کا نام ہی علم العمل ہے۔ ایک مومن کی زندگی کے اعمال کیا کیا ہوں اور کیسے اعمال اُس پر کرنا فرض اور واجب ہیں اور مباح ہیں اور کونسے حرام اور کونسے مکروہ ہیں۔ اس کی زندگی میں حلال عمل کیا ہے اور اس کی زندگی میں حرام عمل کیا ہے۔ اس کا پتہ علم شریعت دیتا ہے جو فقہاء کا مطمح نظر ہے اور یہی علم فقہ کا بنیادی موضوع ہے۔

علم شریعت اور عمل استقامت:

حضرت مجدد الف ثانی علم شریعت پر عمل میں استقامت کے حوالے سے بھی وضاحت کرتے ہیں۔ شریعت کا علم عمل کے لیے ہے اور وہ عمل جو کبھی بھی انسان کی زندگی سے ختم نہ ہو، انسان کی زندگی تو ختم ہو جائے مگر وہ عمل شریعت ختم نہ ہو اور جو انسانی زندگی کے مختلف مدارج میں جاری و ساری رہے اور کسی بھی موقع پر سوائے استثنائی حالتوں کے رفع نہ ہو۔ اسی رویے، عادت، طرز عمل اور طریق کا نام شریعت میں استقامت ہے۔ اس لیے فرماتے ہیں:

"شریعت پر استقامت اختیار کریں اور اپنے احوال کو علوم اور اصول شریعت کے مطابق درست کریں اگر معاذاللہ اگر کوئی قول اور فعل شریعت کے خلاف ہو جائے تو اس خرابی کا تدارک کیا جائے اور شریعت میں استقامت کو اختیار کیا جائے اور شریعت پر مسلسل عمل ہی اہلِ استقامت کا شیوہ اور طریق ہے۔"[20]

عمل شریعت اتباع رسول کا نام ہے:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ شریعت و طریقت میں راہ صفا پر استقامت پیروی مصطفےٰ ﷺ میں ہی ملتی ہے۔ اس لیے باری تعالیٰ نے فرمایا

مَّنۡ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ اللّٰهَ[21]

"جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے در حقیقت اللہ ہی اطاعت کی۔"

اس لیے فرماتے ہیں کہ نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل متابعت اور پیروی میں ہے۔[22]

اطاعتِ رسول ﷺ کی عملی صورت صراطِ رسول ﷺ کو اختیار کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا صراط، صراطِ طریقت کو بھی محیط ہے اور صراطِ شریعت کو بھی جامع ہے۔ صراطِ رسول ﷺ کو پانا اتباع رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے قرآن حکیم میں حکم دیا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ[23]

"اور یہ کہ یہی شریعت میرا سیدھا راستہ ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو۔"

اب شریعت میں اتباع کا کیا درجہ اور مقام ہے۔ اسے واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"آپ کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دنیوی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے بدرجہ بہتر ہے۔ ایمانی فضیلت اور شرف آپ کی روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور انسانی بزرگی و عظمت آپ کی شریعت کی بجاآوری کے ساتھ مربوط ہے۔ مثلاً دوپہر کا قیلولہ اگر متابعت سنتِ رسول ﷺ کی نیت کے ساتھ کیا جائے تو یہ کروڑ راتوں کے ان نوافل کے ادا کرنے سے بہتر اور افضل ہے جو متابعت رسول ﷺ کی نیت کے بغیر ادا کیے جائیں۔[24]

ترویج شریعت خود تقاضہ شریعت ہے:

شریعت جب اپنے مامورات اور احکامات میں واضح اور مبین ہو جائے اور تاویلات و توجیہات سے گزر کر اپنے مطالب میں ایک حقیقت ثابتہ کی طرح ہو جائے تو پھر اس کی متابعت و مطابقت اور انسانی اعمال میں موافقت کے بعد اشاعت و ترویج کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس ضمن میں شیخ مجددیوں فرماتے ہیں:

سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ ترویج شریعت کی کوشش کی جائے۔ کسی شرعی حکم کو جاری کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جب اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں کروڑوں روپے خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ مسائل شریعہ کو رواج دینا انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنا ہے اور وہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہی ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ اعلیٰ نیکیوں کی توفیق انبیاء کرام علیہم السلام کو نصیب ہوتی تھی جبکہ دھن و دولت خرچ کرنے کی سعادت تو غیر انبیاء کو بھی میسر آتی تھی۔[25]

شریعت احور قیقت کا باہمی تعلق:

اس تصور کو مزید واضح کرتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت ہی کا جزو ہیں نہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے اور ان دونوں کو شریعت سے علیحدہ کرنا الحاد اور زندیقیت ہے۔[26]

اتباع رسول ﷺ پر مزید زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سیر النفسی اور سیر آفاقی کا حصول سید الاولین والاخرین کی اتباع پر منحصر ہے۔ جب تک اپنے آپ کو شریعت میں گم نہیں کریں گے اور اوامر کو بجالانے اور نواہی سے بچنے میں کامیاب نہ ہوں گے اس وقت تک اس دولت کا حصول ناممکن ہے اور شریعت کی اتباع کے بغیر احوال ومواجید کا پایا جانا فقط استدراج ہے۔"[27]

تفسیر اور تاویل اور حضرت مجدد الف ثانی کی رائے:

حضرت مجدد الف ثانی نے تفسیر اور تاویل میں فرق روا رکھا ہے۔ آپ کے تصانیف کے ذریعے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منقول روایات جو ہم تک پہنچی ہیں وہ آیت کی تفسیر ہیں۔ اور ان کی صوفیانہ انداز میں توجیہہ وتوضیح آیت کی تاویل ہے۔ اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

اور ہم نے جو کہا یہ آیت کریمہ کے تاویلی معانی ہیں۔ اس لیے کہا تفسیری معانی، نقل وسماع سے مشروط ہیں۔ اس لیے فرمایا:

من فسر القرآن برأيه فقد كفر[28]

"" جس نے قرآن کی تفسیر اپنی ذاتی رائے سے کی وہ کافر ٹھہرا۔" اور تم نے سنا ہو گا کہ تاویل میں صرف احتمال کافی ہے بشرطیکہ وہ کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو"۔

سورہ النور کی تفسیر کے باب میں کہتے ہیں:

ترویج شریعت امر وجوب ہے:

شریعت اسلامی کی ترویج کیونکر ضروری ہے۔اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت تک باقی رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔ [29]

اس لیے یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ

الاسلام یعلوولا یُعلیٰ [30]

''اسلام اپنی فطرت میں غالب ہی آتا ہے مغلوب کبھی نہیں ہوتا۔''

آپ نے اپنے ایک مکتوب میں بیان کیا

میں مشیخت کرنے نہیں آیا بلکہ میرے ذمہ ایک عظیم الشان کام ہے اور میری نظر میں وہ کام ہے شریعت و طریقت کی بہترین تشریح اور توضیح و تطبیق ہے۔

آپ وہ واحد مجدد ہیں جن کے مجدد ہونے پر پورا عالم اسلام متفق ہے۔ یہاں تک کہ شدید ترین مخالف بھی آپ کو مجدد ہی کہتا ہے۔ [31]

شریعت اسلامی کے متفق علیہ ماخذ:

مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے نام لکھتے ہیں۔ احکام شریعت کے اثبات میں اصل چیز کتاب و سنت ہے اور مجتہدین کا قیاس اور اجماعِ امت بھی احکام کا مثبت ہے۔ ان چاروں دلائل شرعیہ کے سوا کوئی دلیل بھی احکام شرعیہ کی مثبت نہیں ہو سکتی۔ الہام، حلت و حرمت کا مثبت نہیں اور اہلِ باطن کا کشف، فرض و سنت کا اثبات نہیں کر سکتا۔ ولایت خاصہ کے مالک اور عام مومنین، مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں اور کشف و الہام سے ان کو کوئی فضیلت نہیں مل سکتی اور وہ تقلید کی زنجیر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ذوالنورین مصری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور شبلیؒ احکام اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید کرنے میں زید، عمر، بکر اور خالد جو تمام مومنین ہیں، کے برابر ہیں۔[32](ایک اور

مکتوب میں لکھتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔

ترویج شریعت ایک مجددانہ منصب:

اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں پیری، مریدی کروں تو دنیا میں کسی شیخ کو مرید نہ ملے۔ مگر میرے ذمے ایک دوسرا کام ہے اور وہ ہے شریعت کی ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت۔[33]

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

''واضح رہے کہ اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج کے لیے سعی و کوشش کی جائے اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری و رائج کرنا اور زندہ کرنا۔ خصوصاً ایسے وقت میں کہ جب اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں۔ تو ایسی صورت حال میں خدا تعالیٰ عزوجل کی راہ میں کروڑہا روپیہ خرچ کر دینا بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حضرت مجدد نے خانِ خاناں کے نام ایک تفصیلی خط لکھا کہ اُمورِ شرعیہ میں پوری آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مقیم و مسافر، مریض و تندرست اور مرد و زن دونوں کے دائرہ کار اور نفسیات کے مطابق تعلیمات دی گئی ہیں۔ اب اس اہتمام کے بعد بھی جو شخص عمل نہ کرے وہ حقیقتِ ایمان سے محروم ہے۔[34]

مزید برآں فرماتے ہیں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تمام احکام شریعہ کو عقلی پیمانے پر ناپے اور دلائل عقلیہ کے مطابق کر دے وہ شانِ نبوت کا منکر ہے۔ اس کے ساتھ کلام کرنا کم عقلی اور بے وقوفی ہے۔[35]

شریعت کا جامع تصور:

شریعت اور طریقت کی حقیقت سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم و عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو گی۔ پس شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اور یوں کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کو حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی حاجت محسوس ہو۔

"طریقت اور حقیقت جن سے صوفیاء ممتاز ہیں تیسرے جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں۔"[36]

شریعت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ، اعتقادی اور عملی طور پر صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل متابعت میں ہے۔"[37]

خلاصہ کلام

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی شرعی توجیہات اور تاویلات کے تناظر میں شریعت اسلامی کے معطل احکام کا دوبارہ اجراء و نفاذ کرایا۔ شرعی اصطلاحات کے غلط استعمال کا سدِباب کیا۔ شریعت کے ممنوعات کو شاہی فرمان حلت کے مقابل، اصل حالت حرمت میں بحال کرایا۔ سجدہ تعظیمی کا خاتمہ کرایا۔ گائے کے ذبح کرنے پر شاہی پابندی کو اٹھوایا۔ خلاف شریعت رسومات کا انسداد کرایا۔ شریعت سے متصادم قوانین کو منسوخ کرایا۔ مساجد کو آباد کرایا، شراب نوشی اور شراب کی خرید و فروخت کو ممنوع ٹھہرایا۔ دین الٰہی اور دین اکبری کے فتنے کو اپنی حکمت و فراست کے ذریعے بے نام و نشان کیا اور رفتہ رفتہ عملی سطح پر اسے غیر موثر کیا۔ اکبر کی تمام تر شرعی تحریفات اور غیر شرعی استعمالات کا قلع قمع کیا۔ ہوائے نفس اور منصب شاہی کے نشے میں شریعت کے جملہ احکامات میں کی گئی تمام قطع و برید کو آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ بھرپور حکمت و دانش کے ساتھ ختم کر کے دم لیا۔

مجدد الف ثانی کا اسلام کے حوالے سے یہ وہ عظیم تجدیدی اور احیائی کارنامہ ہے جس کا معترف برصغیر پاک و ہند کا ہر صاحبِ علم ہے اور ہر کلمہ گو مسلمان آپ کی ان بے مثل خدمات کی بناء پر آپ کا احسان مند ہے۔ آج ہم توحیدی فضاؤں میں سانس آپ کی تجدیدی کاوشوں کی بناء پر لے رہے ہیں۔ آج ہم رسول اللہ ﷺ کی محبت و اتباع میں آپ کی مساعئ جمیلہ کی وجہ سے قائم و دائم ہیں۔ آج ہمارے وجودوں میں ایمان کی بہاریں آپ کی مجددانہ کاوشوں کی بناء پر ہیں۔ بلاشبہ آپ اس سرزمین پاک و ہند میں ملت کا سرمایہ ہیں اور ملت کے نگہبان ہیں۔ جس کا اظہار اقبال نے یوں کیا:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

بلاشبہ وہ سرمایہ ملت ہے وہ نگہبان ملت ہے وہی مجدد عصر ہے اور وہی مجدد الف ثانی ہے۔[38]

حوالہ جات

1۔المنجد مادہ شرع لوئیس معلوف، تہران، ص ۳۸۲
2۔الجاثیہ ۴۵: ۱۸
3۔الشوری، ۴۲: ۱۳
4۔القاموس المحیط مادہ شرع
5۔راغب اصفہانی، المفردات مادہ شرع
6۔المنجد مادہ شرع لوئیس معلوف، تہران، ص ۳۸۲
7۔المائدہ، ۵: ۴۸
8۔بالِ جبرئیل، نظم پنجاب کے پیرزادوں سے، کلیاتِ اقبال، اقبال اکیڈمی، ص ۴۸۸
9۔الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، مجدد، مکتوباتِ امام ربانی، لاہور: ادارہ اسلامیات ۱/۴۷
10۔ایضاً، ج ۳، مکتوب ۱۷
11۔ایضاً، ج ۱، مکتوب ۲۲۸
12۔ ایضاً
13۔نقشبندی، صوفی غلام سرور، ارمغان امام ربانی، لاہور: امام ربانی پبلیکیشنز، لاہور، ص ۵۵
14۔ایضاً، ص ۱۳۴
15۔ الجاثیہ ۴۵: ۱۸
16۔الشوریٰ، ۴۲: ۱۳
17۔ارمغان امام ربانی، ، لاہور: امام ربانی، پبلیکیشنز، ص ۱۳۵
18۔مکتوبات امام ربانی لاہور: ، ادارہ اسلامیات، ، ج ۱، مکتوب ۲۴۵
19۔ایضاً، ج ۲، مکتوب ۹۴
20۔النساء ۴: ۸۰
21۔مکتوبات امام ربانی، ، لاہور: ادارہ اسلامیات، ج ۲، مکتوب ۷۰
22۔الانعام، ۶: ۱۵۳
23۔مکتوبات امام ربانی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ج ۲، مکتوب ۱۱۴
24۔ایضاً، ج ۱، مکتوب ۴۸
25۔ایضاً، مکتوب ۴۲

26۔ایضاً،بنام سید محمود

27۔ایضاً،مکتوب ۲۳۴

28۔ایضاً،مکتوب ۲۳۵

29۔ارمغان امام ربانی،لاہور:امام ربانی،پبلیکیشنز،ص۱۶۹

30۔مکتوب امام ربانی،ج۱،مکتوب ۶۷

31۔ارمغان امام ربانی،ص۲۰۸

32۔مکتوب امام ربانی،ج۱،مکتوب ۴۳

33۔ایضاً،ج۲،مکتوب ۵۵

34۔ایضاً،ج۱،مکتوب ۶۵

35۔ایضاً،مکتوب ۱۹۱

36۔ایضاً،مکتوب ۱۱۴

37۔ایضاً،مکتوب ۳۶

38۔ایضاً،ج۳،مکتوب ۴۱

39۔ایضاً،ج۳،مکتوب ۴۱

40۔ علامہ اقبال،بالِ جبریل، نظم پنجاب کے پیرزادوں سے،کلیاتِ اقبال،اقبال اکیڈمی،ص۴۸۸